

مسئلہ تراویح پر

غیر مقلدین کے 10 سوالوں کا جواب
اور غیر مقلدین سے 20 سوال

تألف

استاذ المناظرین
حضرت مولانا
منیر احمد منور
رحمۃ اللہ علیہ

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کبھوڑکا

فہرست مضامین

| | | | |
|----|----------------------------------------|----|---------------------------------|
| 31 | مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بیس تراویح | 3 | سوال نمبر 1 بمع جواب |
| 35 | تراویح دوسری صدی میں | 3 | صحیح حدیث |
| 35 | تراویح تیسری صدی میں | 6 | سوال نمبر 2 بمع جواب |
| 35 | تراویح چوتھی صدی میں | 7 | سوال نمبر 3 بمع جواب |
| 35 | تراویح پانچویں صدی میں | 8 | تفہیم احادیث |
| 35 | تراویح چھٹی صدی میں | 8 | قاعدہ نمبر 1، قاعدہ نمبر 2 |
| 35 | تراویح ساتویں صدی میں | 10 | غیر مقلدین کی دلیل پر چھ اعتراض |
| 35 | تراویح آٹھویں صدی میں | 12 | ہمارا سوال |
| 35 | تراویح نویں صدی میں | 13 | سوال نمبر 4 بمع جواب |
| 36 | تراویح دسویں صدی میں | 15 | تفہیم احادیث |
| 36 | تراویح گیارھویں صدی میں | 15 | تائیدات |
| 36 | تراویح بارھویں صدی میں | 19 | نتائج عبارات |
| 36 | تراویح تیرھویں صدی میں | 20 | ہمارے چار سوال |
| 36 | تراویح چودھویں صدی میں | 21 | سوال نمبر 5 بمع جواب |
| 36 | تراویح عہد سعودی میں | 23 | سوال نمبر 6 بمع جواب |
| 37 | ہمارے دو سوال | 26 | ہمارے دو سوال |
| 38 | سوال نمبر 9 بمع جواب | 27 | سوال نمبر 7 بمع جواب |
| 39 | سوال نمبر 10 بمع جواب | 30 | ہمارا سوال |
| 39 | غیر مقلدین سے بیس سوالات | 30 | سوال نمبر 8 بمع جواب |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال نمبر 1: کیا نبی پاک ﷺ سے بیس تراویح پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں نبی کریم ﷺ سے بیس تراویح پڑھنا ایسی حدیث کے ساتھ ثابت ہے جو محدثین کے اصولوں کے مطابق صحیح بھی ہے اور متواتر بھی ہے وہ حدیث یہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸، اتحاف الخیرۃ المبرۃ ج ۲ ص ۲۲۲ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۴، ذیل تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۸۹، الکامل لابن عدی ج ۱ ص ۴۴۰، المعجم الکبیر ج ۵ ص ۴۳۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پکی بات ہے رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے اور سنن کبریٰ بیہقی میں ہے **فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ** کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

محدثین حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی تراویح کی تعداد بتانے کیلئے اس حدیث کو تراویح کے باب میں ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بیس تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

صحیح حدیث یہ حدیث نہایت اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے حتیٰ کہ متواتر ہے محدثین اور فقہاء حضرات کا اصول ہے کہ اگر حدیث کی سند میں کوئی راوی ضعیف ہو لیکن حدیث کا مضمون ایسا ہو کہ خلفاء راشدین، جماعت صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) یعنی پوری امت مسلمہ کا اس پر لگا تا عمل ہو (جس کو فقہاء کرام کی اصطلاح میں تعامل، تواتر عملی، اجماع عملی اور توارث کہا جاتا ہے اور محدثین حضرات اسے تلقی بالقبول کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں) تو وہ حدیث متواتر شمار ہوتی ہے اور وہ اپنے ثبوت میں سند کی اور راویوں کی جانچ پڑتال کی محتاج نہیں ہوتی جیسا کہ پہلی کا چاند ثبوت میں گواہوں کا محتاج ہوتا ہے لیکن چودھویں کا چاند اپنے ثبوت میں گواہوں کا محتاج نہیں ہوتا اس کے ثبوت کیلئے اس

کی ہر سو پھیلی ہوئی چاندنی کافی ہے بس اسی طرح جس حدیث پر امت کا عملی تواتر ہو تو ہر زمانہ میں ہر جگہ اس پر عمل کی روشنی اس کے ثبوت کیلئے کافی ہے رسول اللہ ﷺ کی بیس تراویح والی حدیث پر عملی تواتر ہے بس یہی اس کی صحت و ثبوت کیلئے کافی ہے۔

ایک غیر مقلد نے کہا..... کہ میں حدیث کو تواتر سے نہیں مانتا صحیح سند سے مانوں گا۔

میں نے کہا..... میں قرآن کی سب آیات کی بات نہیں کرتا سورت فاتحہ کی سات آیات ہیں جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہیں آپ ان سات آیات میں سے ہر آیت کی سند اپنے سے رسول اللہ ﷺ تک پیش کریں۔

وہ فوراً کہتا ہے..... کہ یہ تواتر سے ثابت ہے اس کیلئے سند کی کیا ضرورت ہے؟

میں نے کہا..... پتہ چل گیا کہ جب کوئی چیز تواتر سے ثابت ہو جائے تو اس کے ثبوت کیلئے سند کی ضرورت نہیں رہتی جب وہ ثبوت میں سند کی محتاج نہیں تو ضعف سند کی وجہ سے اس کو رد بھی نہیں کیا جاسکتا بلکہ جیسے راویوں کی توثیق سے ضعف سند کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے اسی طرح تواتر سے بھی ضعف سند والا اعتراض ختم ہو جاتا ہے بلکہ بطریق اولیٰ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ راویوں کی توثیق میں محدثین کی غلطی کا امکان ہوتا ہے لیکن اجماع عملی اور تواتر عملی میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔

میں نے مزید کہا..... کہ آپ اپنے ماں باپ کے نکاح کے گواہ پیش کریں تاکہ آپ کا حلالی ہو نا ثابت ہو جائے۔

وہ کہنے لگا..... میں اپنے ماں باپ کے نکاح کے گواہ نہیں جانتا اس لیے گواہ پیش کرنا تو کجا میں تو گواہ بتا بھی نہیں سکتا۔

میں نے کہا..... پھر آپ کا حلالی ہونا کیسے ثابت ہوگا۔

وہ کہنے لگا..... کہ میرے باپ کا نکاح مسجد میں ہوا تھا اس نکاح میں اور ولیمہ میں ہمارے

میں نے کہا..... گواہوں کی شہادت کے بغیر آپ کے گاؤں کے لوگوں کی نکاح اور ولیمہ میں چند منٹوں کے اجتماع سے آپ کے ماں باپ کا نکاح اور آپ کا حلالی ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو خلفاء راشدین، جماعت صحابہ، تابعین، تبع تابعین سے لے کر فرنگی دور حکومت تک صد ہا سال عالم اسلام کے سب مسلمان ہر مسجد میں ہر سال ماہ رمضان میں پورا ماہ بیس تراویح پڑھتے رہے ہیں تو تمام مسلمانوں کے اس حدیث پر عملی اجماع سے یہ حدیث کیوں ثابت نہیں ہو سکتی؟ اور اگر ہر زمانہ میں ہر جگہ کے سب مسلمانوں کے اس عملی اجماع سے یہ حدیث ثابت نہیں ہو سکتی تو پھر آپ کی بہتی کے لوگوں کی نکاح اور ولیمہ کے اجتماع سے آپ کا حلالی ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

وہ کہنے لگا..... آپ کی ان مثالوں اور عقلی دلیلوں سے تو یہ بات سمجھ آتی ہے لیکن آپ اس اصول کا ثبوت محدثین اور فقہاء سے پیش کریں۔

میں نے کہا..... جناب! دیکھئے یہ فتح المغیث شرح الفیہ المدیث اصول حدیث کی کتاب ہے اس کے ص ۱۲۰ پر علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اِذَا تَلَقَّيْتُ الْأُمَّةَ الضَّعِيفَ بِالْقَبُولِ يُعْمَلُ بِهِ عَلَى الصَّحِيحِ حَتَّى أَنَّهُ يَنْزِلُ مَنْزِلَةَ الْمُتَوَاتِرِ فِي أَنَّهُ يَنْسَخُ الْمَقْطُوعَ بِهِ جب ضعیف حدیث کے قبول کرنے پر امت عملاً متفق ہو تو اس پر صحیح حدیث کی طرح عمل کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ متواتر شمار ہوتی ہے اور اس کے ساتھ قطعی نص بھی منسوخ ہو سکتی ہے۔

مزید حوالہ جات کیلئے عقد الجید ص ۵۲، مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج ۱۸ ص ۲۲۷،

تدريب الراوى ص ١٥، المروضة التدرية ص ٥، الفقيه والمحققه الخطيب ج ١ ص ١٣٢، اعلام
المؤلفين، الاستاذ كارلا بن عبدالمبر، التمهيد لابن عبدالمبر،

نیز غیر مقلد شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب اپنی ایک دلیل کے متعلق لکھتے ہیں ”اس حدیث کی سند بالاتفاق ضعیف ہے لیکن اس کو تمام امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے اس کی قبولیت پر عملی تواتر ثابت ہے“ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ۹)

لہذا ہمیں تراویح والی اس حدیث کی سند اور اس کے راویوں پر بحث کرنا محدثین اور فقہاء کے مسلمہ اصول کے خلاف ہے رہی بات اس حدیث پر عملی اجماع اور عملی تواتر کی تو وہ آنے والے سوالات کے جواب میں ملاحظہ کیجئے گا۔

سوال نمبر 2: کیا نبی پاک ﷺ سے تراویح باجماعت پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے صرف تین رات تراویح باجماعت پڑھائی ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے تراویح کی جماعت نہیں کرائی اور فرمایا مجھے خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض نہ کر دی جائے پس آئندہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی افضل ترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے اس مضمون کی حدیثیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں ملاحظہ کیجئے بخاری ج ۱ ص ۱۰۱، ۲۶۹، قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۳، ۱۵۴

ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کنارے میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ حضرت یہ وہ لوگ ہیں جو اچھی طرح قرآن نہیں پڑھ سکتے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھا رہے ہیں اور وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے فرمایا انھوں نے درست کیا یا یہ فرمایا کہ انھوں نے اچھا کام کیا ہے

(قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۵)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا پسند تھا مگر فرضیت کے خوف کی وجہ سے جماعت ترک کر دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایک سال تک تراویح انفراداً پڑھی جاتی رہی اور جماعت کا باقاعدہ اہتمام نہ کیا گیا جب فرض ہونے کا خوف نہ رہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت کے دوسرے سال تراویح باجماعت کر دی اگرچہ یہ کام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی کر سکتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت صدیقی میں ان کو مختلف فتنوں سے سابقہ پڑا مثلاً میلہ کذاب کا فتنہ، منکرین زکاۃ کا فتنہ، مرتدین قبائل کا فتنہ وغیرہ وہ ان کی سرکوبی میں مصروف رہے اور قدرت کی طرف سے ان کو خلافت کا وقت بھی تھوڑا ملا (دو سال کچھ ماہ) جسمیں وہ صرف ان فتنوں کا سد باب کر سکے اور دیگر اصلاحی امور کی طرف متوجہ نہ ہو سکے اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غلیفہ مقرر ہوئے تو اس وقت یہ سارے فتنے نیست و نابود ہو چکے تھے اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اصلاحی امور کی طرف متوجہ ہوئے اور مختلف اصلاحی احکام نافذ فرمائے جن کی تفصیل ازالۃ الخفاء میں دیکھی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر 3:..... نبی پاک ﷺ نے باجماعت تراویح کی کتنی رکعات پڑھی ہیں؟
جواب:..... اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اس مضمون کی جو حدیثیں صحیح ہیں مثلاً حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ، حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان میں رکعات کی تعداد مذکور نہیں اور جن میں تعداد مذکور ہے وہ سداً ضعیف ہیں وہ دو حدیثیں ہیں۔
(1)..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔

(2)..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ رمضان کی آج والی رات میں مجھ سے ایک عجیب چیز صادر ہوئی آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ عورتیں میرے گھر میں موجود تھیں انھوں نے کہا ہم قرآن نہیں پڑھ

سکتیں ہم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنا چاہتی ہیں سو میں نے ان کو آٹھ رکعات اور تیر پڑھائے۔
ان دونوں حدیثوں کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں یعقوب ثقی اور عیسیٰ بن جابر لہذا یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور ان میں نہ تراویح کی صراحت ہے، نہ آٹھ سے زائد رکعات کی نفی ہے۔

تشریح احادیث حدیث کی تشریح اور توضیح میں دو قاعدے ملحوظ رکھیے۔

قاعدہ نمبر 1..... اگر حدیث کے ایک مفہوم کے مطابق سب حدیثوں میں توافق و موافقت پیدا ہوتی ہو اور سب حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہو اور دوسرے مفہوم کے مطابق حدیثوں میں تضاد اور ٹکراؤ پیدا ہوتا ہو اور سب حدیثوں پر عمل بھی نہ ہوتا ہو تو موافقت والا مفہوم رائج اور صحیح ہوگا اس کے مقابلہ میں حدیثوں میں تضاد پیدا کرنے والا مفہوم مرجوح اور غلط ہوگا۔

قاعدہ نمبر 2..... ضعیف حدیثیں اگرچہ مستقل دلیل نہیں بن سکتیں لیکن مجمل حدیثوں کی تشریح میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں کیونکہ محض رائے کے ساتھ تشریح کرنے سے ضعیف حدیثوں کو ملحوظ رکھ کر ان کی روشنی میں تشریح اور وضاحت کرنا ہزار درجے بہتر ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث کہ نبی پاک ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھائیں اس میں مفہوم کے لحاظ سے دو احتمال ہیں۔

(1)..... ان آٹھ رکعتوں سے تہجد کی آٹھ رکعتیں مراد ہیں اور ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیس رکعت تراویح پڑھائی اور آٹھ رکعت تہجد پڑھائی ہو جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ اور غیر مقلدیت کے بانی میاں نذیر حسین رمضان میں تراویح کے بعد تہجد پڑھتے تھے اور آج کل حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں بیس تراویح کے بعد رات کے اخیر میں آٹھ رکعت تہجد پڑھتے ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں نہ تراویح کی صراحت ہے نہ کوئی ایسا لفظ ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ آٹھ رکعات تراویح تھی تہجد نہیں تھی (2)..... دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے پہلی رات تہائی رات تک، دوسری رات نصف رات تک، تیسری رات سحری تک تراویح پڑھائی (قیام

رمضان للمروزی ص ۱۵۳) تو ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی دو راتوں میں آٹھ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی ہوں اور باقی بارہ رکعتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھ کر بیس تراویح مکمل کی ہوں مگر تیسری رات میں پوری بیس تراویح جماعت سحری تک پڑھائی ہوں۔ اس کی تائید حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور ضعیف حدیث سے ہوتی ہے وہ یہ ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ (تاریخ جرجان ج ۱ ص ۱۴۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کی ایک رات نکلے پس آپ نے لوگوں کو چوبیس رکعتیں (۴ فرض، ۲۰ تراویح) اور تین وتر پڑھائے اس کی سند میں ایک راوی محمد بن حمید الرازی ضعیف ہے تاہم تائید بن سکتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ رکعت اور بیس رکعت والی اپنی دونوں قسم کی روایتوں میں رسول اللہ ﷺ کے دونوں عمل بتائے ہیں۔

اسی طرح حضرت جابر کی دوسری حدیث جس میں ابی بن کعب کے عورتوں کو آٹھ رکعت پڑھانے کا ذکر ہے اس میں بھی ممکن ہے آٹھ رکعت سے تہجد مراد ہو اور کوئی ایسا لفظ نہیں جو ان کے تراویح ہونے پر اور تہجد کے نہ ہونے پر دلالت کرے۔

آٹھ رکعت والی حدیث کی اس تشریح کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیس تراویح والی مرفوع متواتر حدیث کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیس رکعت والی حدیث کے ساتھ بھی موافقت ہو جاتی ہے..... اسی طرح بیس تراویح پر تین خلفاء راشدین عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اجماع کے ساتھ بھی موافقت ہو جاتی ہے..... اجماع صحابہ، اجماع تابعین و تبع تابعین اور اجماع ائمہ اربعہ کے ساتھ بھی موافقت ہو جاتی ہے۔ نیز اس کے مطابق آٹھ اور بیس کا ٹکراؤ بھی ختم ہو جاتا ہے اور آٹھ اور بیس والی دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل بھی ہو جاتا ہے اس لیے یہ تشریح راجح اور صحیح ہے۔ اور اس سے بیس تراویح ثابت ہوتی ہے اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس تشریح کی صحت پر مذکورہ بالا تمام امور دلائل ہیں کیونکہ اس تشریح کے مطابق

تراویح میں رکعت ثابت ہوتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا مرفوع متواتر حدیث اور اجماع خلفاء راشدین اجماع صحابہ اجماع تابعین و تبع تابعین اور اجماع ائمہ اربعہ بھی ہیں تراویح پر ہے اس لئے یہ تشریح صحیح بھی ہے اور مدلل بھی ہے

جبکہ غیر مقلدین ان حدیثوں کی تشریح میں یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے صرف آٹھ تراویح پڑھائی ہیں اس سے زائد افراد یا اجتماع رکعتیں نہیں پڑھی گئیں اس تشریح کے مطابق غیر مقلدین کے دعویٰ کے دو حصے ہیں (۱) کہ آپ نے صحابہ کرام کو آٹھ تراویح پڑھائی ہے (۲) آٹھ رکعت سے زیادہ رکعتیں آپ نے اور صحابہ کرام نے افراد یا اجتماع نہیں پڑھیں غیر مقلدین کے پاس دعوے کے ہر دو حصوں پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ آٹھ رکعت والی حدیثوں میں تراویح کی صراحت نہیں ہے اور غیر مقلدین ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ جس میں آٹھ کا عدد ہو اور تراویح کی صراحت ہو اسی طرح دوسرے دعوے پر بھی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں پس یہ محض ان کی اپنی ذاتی رائے ہے اس کے باوجود آٹھ اور بیس رکعات والی حدیثوں میں ٹکراؤ بھی باقی رہ جاتا ہے۔

نیز یہ تشریح میں تراویح والی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مرفوع متواتر، اجماع خلفاء راشدین، اجماع صحابہ، اجماع امت اور ائمہ اربعہ کے اتفاق کے بھی خلاف ہے۔ ایک غیر مقلد نے کہا..... کہ آٹھ تراویح کے اثبات اور اس سے زائد رکعات کی نفی پر دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

میں نے کہا..... غیر مقلدین کی اس دلیل پر چھ اعتراض ہیں۔

(۱)..... ایک اعتراض یہ ہے کہ تمہارے دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہیں کہ یہ دونوں دعوے تراویح کے بارے میں ہیں اور جو تم نے حدیث پیش کی ہے اس میں تہجد کا ذکر ہے کیونکہ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد پڑھی جاتی ہے۔

(۲)..... دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں گیارہ سے زیادہ رکعت کی نفی ہے جبکہ صحیح

بخاری ص ۱۱۵۳ اور قیام اللیل للرموزی ص ۸۳ پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح صادق سے پہلے رات کو تیرہ رکعات پڑھتے اور طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتیں پڑھتے لہذا گیارہ سے زیادہ رکعتیں ثابت ہو گئیں تو نفی کیسے درست ہے۔

(3)..... تیسرا اعتراض یہ ہے کہ غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ تراویح کی تعداد متعین نہیں ہے علامہ شوکانی لکھتے ہیں فَقَصُرُ الصَّلَاةِ الْمُسَمَّاةِ بِالتَّرَاوِيحِ عَلَى عَدَدٍ مُّعَيَّنٍ لَّمْ يَرِدْ بِهِ سُنَّةٌ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۵۸) جس نماز کا نام تراویح ہے اس کی متعین تعداد سنت سے ثابت نہیں۔ نواب وحید الزمان لکھتے ہیں وَلَا يَتَّعَيْنُ لَهُ عَدَدٌ مُّعَيَّنٌ (کنز الحقائق ص ۳۰، نزل الاہرار ج ۱ ص ۲۶) تراویح کی تعداد متعین نہیں نواب نور الحسن کی کتاب عرف الہادی مصدقہ نواب صدیق حسن خان کے ص ۸۲ پر ہے وبالجملة عدد معين در مرفوع نیامدہ خلاصہ یہ کہ کسی مرفوع حدیث میں تراویح کی متعین تعداد نہیں آئی جب غیر مقلدین کے نزدیک تراویح کی متعین تعداد کسی حدیث سے ثابت نہیں تو خواہ مخواہ احادیث سے آٹھ تراویح کو ثابت کرنا اور اس سے زائد کی نفی کرنا نبی پاک ﷺ پر اور حدیث پر جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

(4)..... چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں یعنی بارہ ماہ تین وتر پڑھتے تھے جبکہ غیر مقلدین صرف ماہ رمضان میں تین وتر پڑھتے ہیں اور گیارہ ماہ خود ایک وتر پڑھتے ہیں اور دوسروں سے بھی ایک وتر پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں گویا وہ گیارہ ماہ اس حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

(5)..... پانچواں اعتراض یہ ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ تراویح کا اثبات اور بیس تراویح کی نفی ہوتی ہے اور بیس تراویح کا بدعت اور خلاف سنت ہونا ثابت ہوتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے متصل مسجد نبوی میں جب بیس تراویح باجماعت کی سنت جاری کی تو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث بیس تراویح کی نفی کیلئے پیش کی تھی یا کسی اور صحابی نے یہ حدیث پیش کی تھی؟ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سن ۵۷ یا ۵۸ھ میں ہوئی ہے اس طویل عرصہ میں مسجد نبوی میں بیس تراویح ہوتی رہی کبھی اما جان نے بیس تراویح کے خلاف

یہ حدیث پیش کی تھی جب میں تراویح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے خلاف ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خیر زندگی تک کیوں خاموش رہیں اور یہ حدیث کیوں پیش نہ کی؟

(6)..... چھٹا اعتراض یہ ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کے قرینہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں آٹھ تراویح کا اثبات اور بیس تراویح کی نفی ہے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وفات عبدالملک کی خلافت میں سن ۴۷ھ میں ہوئی ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے مسجد نبوی میں اتنا طویل عرصہ بیس تراویح والی بدعت جاری رہی اور خلاف سنت عمل ہوتا رہا انھوں نے آٹھ رکعت والی حدیث اس بدعت اور خلاف سنت کام کے خلاف کیوں پیش نہ کی؟ اسی طرح اگر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو آٹھ تراویح پڑھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے قرینہ سے اس میں بھی آٹھ تراویح کا اثبات اور بیس تراویح کی نفی ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں سن ۱۹ھ میں ہوئی ہے اس عرصہ تک حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خود بیس تراویح پڑھاتے رہے اور انھوں نے بھی بیس تراویح کے خلاف یہ حدیث پیش نہ کی کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے غیر مقلدین میں دینی حیثیت، دینی غیرت، سنت سے محبت اور بدعت سے نفرت زیادہ ہے کہ یہ لوگ تو بیس تراویح کو بدعت اور خلاف سنت ثابت کرنے کیلئے ان حضرات کی حدیثیں لکھتے اور سناتے ہیں لیکن ان حدیثوں کو بیان کرنے والے یہ جلیل القدر اکابر صحابہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ حدیثیں پیش نہیں کرتے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کا تعلق تراویح کے ساتھ نہیں بلکہ اس میں رمضان اور غیر رمضان میں تہجد پڑھنے کا ذکر ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ دونوں حدیثوں میں یا آٹھ رکعات تہجد پڑھانے کا ذکر ہے یا آٹھ تراویح باجماعت مراد ہے اور باقی بارہ رکعات تراویح گھروں میں پڑھی گئیں۔

ہمارا سوال..... غیر مقلدین کی آٹھ تراویح پر وہ حدیث دلیل بنے گی جس میں آٹھ کا عدد ہو..... تراویح کی صراحت ہو..... آٹھ رکعات کا اثبات ہو..... اور اس سے زائد رکعات کے انفراداً اور اجتماعاً پڑھنے کی ممانعت یا نفی ہو اور ایسی صحیح صریح حدیث نہ آج تک غیر مقلدین پیش کر سکے ہیں، نہ پیش کر سکتے ہیں اور نہ پیش کر سکیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

سوال نمبر 4:..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیس تراویح پڑھی جاتی تھیں یا آٹھ؟
 جواب:..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایک سال تک حسب سابق تراویح باجماعت پڑھنے کا اہتمام نہ تھا خلافت کے دوسرے سال تراویح باجماعت کا اہتمام کیا گیا اس کا ایک سبب یہ بنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں کچھ لوگ اکیلے تراویح پڑھ رہے ہیں اور کچھ لوگ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھ رہے ہیں اور ہماعتیں بھی متعدد ہو رہی ہیں یہ منظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ لگا اس لئے آپ نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ امْتَلًا ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى ابْنِ كَعْبٍ اگر میں ان کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو یہ طریقہ بہت عمدہ ہے پھر اس کا پختہ ارادہ کیا اور سب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں تراویح پڑھنے پر جمع کیا اس کے بعد پھر ایک دن دیکھا کہ سب لوگ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھ رہے ہیں تو فرمایا یہ جدید طریقہ اچھا ہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۹) دوسرا سبب یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جس قاری کی آواز اچھی ہے اس کے مقتدی زیادہ ہیں اور جس کی آواز اتنی خوبصورت نہیں اس کے پیچھے مقتدی تھوڑے ہیں جس سے آپ نے محسوس کیا کہ لوگ قرآن کو مقصود بنانے کی بجائے آواز کو مقصود بنا رہے ہیں اس لئے بھی آپ نے سب کو ایک قاری پر جمع کیا۔

رہی یہ بات کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امام بن کر تراویح کتنی پڑھاتے تھے؟ اس کی تفصیل اور حقیقت عہد عمر رضی اللہ عنہ میں تراویح سے متعلق احادیث میں تلاش کرنی چاہئے اس لئے پہلے وہ احادیث ملاحظہ کریں پھر یہ دیکھیں کہ محدثین و فقہاء نے ان کی کیا تشریح کی ہے جس سے اصل حقیقت واضح ہو جائے گی۔

(۱)..... حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں (سنن کبریٰ ج ۲ ص ۴۶۶)

(۲)..... حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ اور تابعین حضرت عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیس رکعت پڑھتے تھے (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

(۳)..... یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ تابعین) عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۲۳ رکعتیں پڑھتے تھے (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

(۴)..... عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ

عَشْرِينَ رَكْعَةً (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کئی بات ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

ایک آدمی کو (یعنی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو) حکم دیا کہ وہ صحابہ تابعین کو بیس رکعات پڑھائے۔

(۵)..... عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ماہ رمضان

میں مدینہ کے اندر لوگوں کو بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

(۶)..... محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

بیس رکعتیں پڑھتے تھے (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۷)

(۷)..... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم

دیا وہ رمضان کی راتوں میں لوگوں کو نماز پڑھائے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ

دن کو روزہ رکھتے ہیں اور قرآن اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے اگر آپ ان کو رات کے وقت

تراویح میں قرآن سنائیں تو اچھا ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ ایک نئی

چیز ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مجھے معلوم ہے لیکن یہ طریقہ اچھا ہے فَصَلَّى

بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً پس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو بیس رکعتیں پڑھائیں

(اتحاف الخیرۃ للمہرقہ ج ۲ ص ۲۲۵، المختارہ ج ۳ ص ۳۶۷)

نشریح احادیث..... ان احادیث کی تشریح میں بھی حنفیہ نے تطبیق کا راستہ اختیار کیا ہے یعنی ایسی تشریح کہ جس کے مطابق احادیث میں ظاہری ٹکراؤ ختم ہو کر موافقت پیدا ہو جاتی ہے اور سب حدیثوں پر عمل بھی ہو جاتا ہے چنانچہ حنفیہ کہتے ہیں حدیث نمبر ۱ میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا پھر یہی سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ یعنی صحابہ تابعین بیس رکعت پڑھتے تھے اسی طرح باقی چھ حدیثوں میں بھی عہد عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعت پڑھنے کا ذکر ہے اور حدیث نمبر ۴ میں ہے کہ حضرت عمر نے بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا اصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یک لخت بیس تراویح باجماعت کا حکم نہیں دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کی جتنی رکعتیں باجماعت پڑھانا ثابت تھا یعنی آٹھ تراویح اور تین وتر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے اتنی رکعت باجماعت کا حکم دیا باقی بارہ رکعت اپنے گھروں میں پڑھ کر بیس تراویح مکمل کرتے تھے لیکن تدریجا تدریجا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اخیر میں بیس تراویح باجماعت کر دی اس کے بعد ہر زمانہ میں ہر جگہ ہر مسجد میں بیس تراویح پڑھی جاتی رہی ہے۔

تائیدات

(۱)..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی آٹھ اور بیس والی دونوں روایتیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وَیُمْکِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرَّوَاتِبَيْنِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُومُونَ بِأَحْدَى عَشْرَةٍ ثُمَّ كَانُوا يَقُومُونَ بِعَشْرَيْنِ وَيُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۹۶)

ان دونوں روایتوں کو جمع کرنا ممکن ہے وہ اس طرح کہ پہلے صحابہ باجماعت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے (بارہ رکعتیں گھروں میں پڑھتے تھے) پھر بعد میں بیس رکعت اور تین وتر باجماعت پڑھتے تھے۔

(۲)..... علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

وَجُمِعَ بَيْنَهُمَا بَانَهُ وَقَعَ أَوَّلًا ثُمَّ اسْتَقَرَّ الْأَمْرُ عَلَى الْعِشْرِينَ فَإِنَّهُ الْمُتَوَارِثُ
(فتح القدیر ج ۱ ص ۴۰۷)

عہد عمر رضی اللہ عنہ میں آٹھ رکعت باجماعت اور بیس رکعت باجماعت کی حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے آٹھ رکعت باجماعت کا حکم دیا گیا مگر اخیر میں بیس رکعت باجماعت پر عمل پختہ ہو گیا کیونکہ یہی بیس تراویح کا عمل امت مسلمہ میں نسل در نسل چلتا رہا ہے۔
(۳)..... ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

لَعَلَّهُمْ فِي بَعْضِ النِّكَالِي قَصَدُوا التَّشْبِيهَ بِهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِنَّهُ صَحَّ عَنْهُ أَنَّهُ
صَلَّى بِهِمْ ثَمَانِي رَكَعَاتٍ وَالْوُتْرَ وَإِنْ كَانَ الَّذِي اسْتَقَرَّ عَلَيْهِمْ أَمْرُهُمْ
الْعِشْرِينَ (مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۳۷۹)

جن بعض راتوں میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعتیں پڑھائیں شاید انھوں نے اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہو کیونکہ صحیح یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرم کو آٹھ رکعت اور تین وتر جماعت کے ساتھ پڑھائے (باقی تراویح گھروں میں مکمل کی گئی اسی طرح عہد عمر میں) اگرچہ جس چیز پر صحابہ و تابعین کا عمل پختہ ہو گیا وہ بیس تراویح کا عمل ہے۔

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں نَعَمْ بَكَتِ الْعِشْرُونَ مِنْ زَمَنِ عُمَرَ (مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۳۸۲) ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے بیس تراویح ثابت ہے۔

(۴)..... علامہ عبدالرحمن جزیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

وَقَدْ بَيَّنَّ فِعْلُ عُمَرَ أَنَّ عَدَدَهَا عِشْرُونَ حَيْثُ أَنَّهُ جَمَعَ النَّاسَ آخِرًا
عَلَى هَذَا الْعَدَدِ فِي الْمَسْجِدِ وَوَأَفَقَهُ الصَّحَابَةُ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَوْجَدْ لَهُمْ

مُخَالَفٌ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۳۴۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عملی فیصلہ نے واضح کر دیا کہ تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے کیونکہ اخیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجد میں بیس تراویح باجماعت پر جمع کیا اور سب صحابہ کرام نے ان کے ساتھ موافقت کی اور بعد کے خلفاء راشدین میں سے کسی نے بھی ان کی مخالفت نہیں کی۔

(۵)..... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

بیس تراویح پڑھنا مجھے پسند ہے لَئِنَّهُ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ كَيْونَكَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے (کتاب الام ج ۱ ص ۱۲۵)

(۶)..... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے (جبکہ بعض ۳۶ رکعت کے قائل بھی ہیں) کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر اصحاب نبی سے یہی مروی ہے (جامع ترمذی ج ۱ ص ۹۹)

(۷)..... امام ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہی (بیس تراویح) ثابت ہے اور کوئی صحابی اس کا مخالف نہیں (الاستدکار ج ۲ ص ۷۰)

(۸)..... علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

إِنَّ عُمَرَ لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً (المغنی ج ۱ ص ۷۹۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس رکعت پڑھاتے

(۹)..... امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں!

فَلَمَّا جَمَعَهُمْ عُمَرُ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً ثُمَّ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲۲ ص ۲۷۲)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(۱۰)..... امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

قَدْ بَيَّنَّ أَنَّ أَبِي بِنِ كَعْبٍ كَانَ يَقُومُ بِالنَّاسِ عَشْرِينَ رَكْعَةً فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَأَى كَثِيرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِأَنَّهُ أَقَامَهُ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَلَمْ يُنْكَرْهُ مِنْكَرٌ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲۳ ص ۱۱۲)

تحقیق یہ کہی بات ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اسی لئے جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ یہی طریقہ سنت ہے کیونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اس پر عمل کیا ہے اور کسی ایک نے بھی نہ اس کا انکار کیا ہے اور نہ اس پر کوئی رد و قدح کی۔

(۱۱)..... شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی لکھتے ہیں!

إِنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ يُصَلِّي بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً (مجموعۃ رسائل الشیخ محمد بن عبد الوہاب ج ۲ ص ۱۱۷)

کہی بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔

(۱۲)..... امام ولی الدین عراقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

لَكِنَّ عُمَرَ لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلَى صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ مُقْتَدِينَ بِأَبِي بِنِ كَعْبٍ صَلَّي بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً غَيْرَ الْوِتْرِ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكْعَاتٍ (طرح التریب فی شرح التقریب ج ۳ ص ۸۸)

جب حضرت عمر ؓ نے ماہ رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھنے کیلئے ابی بن کعب ؓ پر جمع کیا تو وہ ابی بن کعب ؓ کی اقتداء کرتے اور ابی بن کعب ؓ ان کو تین و تروں کے علاوہ بیس رکعت پڑھاتے۔

نماز عبادات

(۱)..... حضرت عمر فاروق ؓ نے ابتداء صحابہ کرام کو گیارہ رکعات باجماعت پر جمع کیا انہما بیس تراویح اور تین و تریبا جماعت پر جمع کیا پھر یہی عمل جاری رہا۔

(۲)..... حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ نے حضرت عمر ؓ کے بقیہ آٹھ سالہ خلافت میں نیز اپنی اپنی خلافت میں بھی ان فیصلوں پر نہ اعتراض کیا نہ اختلاف کیا بلکہ بیس تراویح باجماعت پر متفق رہے۔ پس ان تین خلفاء راشدین کا بیس تراویح باجماعت پر اجماع ہو گیا۔

(۳)..... تمام صحابہ کرام کا بیس تراویح باجماعت پر اجماع ہوا اور کسی ایک صحابی نے بھی اختلاف نہ کیا

(۴)..... ان تین ادوار میں موجود تابعین میں سے بھی کسی نے اختلاف نہیں کیا اس لیے تابعین کا بھی بیس تراویح باجماعت پر اجماع ہوا۔

رہی یہ بات کہ جب حضرت عمر نے ابتداء میں گیارہ رکعات باجماعت کا حکم دیا تو صحابہ و تابعین باقی بارہ رکعات گھروں میں انفراداً پڑھتے تھے اس پر کیا دلیل ہے؟ سنئے اس پر دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس کی مرفوع متواتر حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بیس تراویح پڑھتے تھے اور عہد عمر میں تین خلفاء راشدین اور اس وقت موجود تمام مہاجرین و انصار اور دیگر تمام صحابہ کرام اور سب تابعین کا بیس تراویح پر اجماع ہو گیا تو سوچنے کی بات ہے کہ یہ سب مقدس حضرات ایک خلاف سنت کام پر کیسے جمع ہو

سکتے ہیں جبکہ ترا اور اجماع میں شرعاً و عقلاً غلطی کا ہونا محال ہے اس لیے بلاشبہ سنت تراویح میں رکعات ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام خلاف سنت محض آٹھ تراویح پر اکتفاء کر لیتے ہوں گے یقیناً وہ بارہ رکعات گھروں میں انفراداً پڑھ کر نہیں تراویح والی سنت پوری کرتے ہوں گے جبکہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے اخیر تک اور اس کے بعد بھی صرف آٹھ تراویح پڑھی گئی ہے اس سے زائد تراویح کی رکعات انفراداً یا اجتماعاً نہیں پڑھی گئیں لیکن آٹھ سے زیادہ کی نفی پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں پھر ان کی یہ تشریح حدیث مرفوعہ، تین خلفاء راشدین کے اجماع اور اجماع صحابہ اجماع تابعین و تبع تابعین اور اجماع امت کے بھی خلاف ہے اور اس تشریح کے مطابق حدیثوں میں تضاد و ٹکراؤ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور خود غیر مقلدین کے مذہب کے بھی خلاف ہے کہ ان کے نزدیک تراویح کی متعین تعداد کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا غیر مقلدین کا ابتداء والی بات کو لینا اور اخیر والی بات یعنی بیس تراویح باجماعت جس پر خلفاء راشدین صحابہ تابعین تبع تابعین اور پوری امت کا اجماع ہے اس کو چھوڑ دینا تقاضائے عدل و انصاف اور تقاضائے ایمان کے خلاف ہے۔

ہمارے چار سوال

- (۱)..... کوئی ایک حدیث پیش کریں جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آٹھ تراویح پڑھانے کا حکم ہو اور اس سے زائد رکعات کے انفراداً و اجتماعاً پڑھنے کی ممانعت ہو۔
- (۲)..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے اخیر تک آٹھ تراویح اور تین وتر کا عمل جاری رہنے کا اگر غیر مقلدین کے علاوہ کوئی صحابی یا کوئی تابعی یا کوئی تابعی یا چودہ صدیوں کے علماء میں سے کوئی معتبر عالم قائل ہو تو اس کا صرف ایک حوالہ پیش کریں۔
- (۳)..... ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے اخیر تک بیس تراویح

جامعات کا عمل جاری رہا عرب و عجم کے غیر مقلدین اور روافض کے علاوہ چودہ صدیوں کے کسی معتبر عالم نے اس کا انکار کیا ہو تو اس کا حوالہ پیش کریں۔

(۴)..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب بیس تراویح باجماعت کا طریقہ جاری کیا تو کسی صحابی نے انکار کیا ہو یا اس کو بدعت کہا ہو تو اس کا نام بمع ثبوت پیش کریں۔

سوال نمبر 5:..... عہد عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عہد صحابہ اور تابعین میں آٹھ تراویح پڑھی جاتی تھیں یا نہیں؟

جواب:..... جب عہد عمر رضی اللہ عنہ میں بیس تراویح باجماعت شروع ہوئی تو اس کے بعد عہد صحابہ اور عہد تابعین میں ہمیشہ بیس تراویح کا عمل جاری رہا ہے ثبوت ملاحظہ کیجئے۔

(۱)..... عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ دَعَا الْقُرَاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ عَشْرِينَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانَ عَلِيٌّ يُوتِرُ بِهِمْ
(سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

ابو عبد الرحمن سلمیٰ رحمہ اللہ راوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قراء کو بلایا پھر ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے بیس تراویح کے بعد و تر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پڑھاتے۔

(۲)..... عَنْ أَبِي الْحَسَنِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ عَشْرِينَ رَكْعَةً (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۷)

ابو الحسن عسکری سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویج یعنی بیس تراویح پڑھائے (چار رکعت کے مجموعہ کو ترویج کہا جاتا ہے اس کی جمع ترویجات ہے)۔

(قیام رمضان للمرؤسی ص ۱۵۷)

(۴)..... عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رَكْعَةً
بِالْوُتْرِ (مصنف ابن أبي شيبة ج ۲ ص ۲۸۵)

(۵)..... قیام رمضان للمروزی میں ہے قَالَ عَطَاءٌ أَدْرَكْتُهُمْ يُصَلُّونَ فِي رَمَضَانَ عِشْرَيْنِ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ (ص ۱۵۸)

(۶)..... نَافِعٌ لِّمَنْ أَدْرَكَ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَصِلُونَ سَعَا وَفَلَاحِينَ رَكْعَةً وَيُتَرَوْنَ مِنْهَا بَلَاةٌ (قيام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ وتر سمیت ۳۹ رکعت پڑھتے ہیں (۲۰ تراویح اور ۶ رکعت تراویح کے چار وقفوں میں اور تین وتر)

(۷)..... داود بن قیس کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اہل مدینہ کو اس طرح پایا کہ وہ چھتیس رکعات (یعنی بیس تراویح اور تراویح کے وقفہ کی ۱۶ رکعات) اور تین و تر بڑھتے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

مزید روایات سوال نمبر ۶ کے جواب میں ملاحظہ کیجئے۔

سوال نمبر 6:..... عہد صحابہ عہد تابعین و تابعین میں میں تراویح پڑھانے والے چند ائمہ کے نام مطلوب ہیں؟

جواب:..... میں تراویح کے ائمہ میں سے پچھلی روایات میں (۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر آچکا ہے ان دو کے علاوہ دیگر میں تراویح کے ائمہ ملاحظہ کیجئے

(۳)..... عَنْ شُعْبَةَ بْنِ شَكْلٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يَوْمَهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بَعْشَرِينَ رَكْعَةً وَيُوتَرُ بِثَلَاثٍ وَفِي ذَلِكَ قُوَّةٌ

(سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

شعب بن شعل رضی اللہ عنہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں وہ ماہ رمضان میں تراویح میں لوگوں کی امامت کرتے اور ان کو بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے اور یہ اثر بڑا قوی ہے۔

(۴)..... أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ كَانَ يَوْمَنَا سُؤْدُ بْنُ غَفْلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّيُ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ عَشْرِينَ رَكْعَةً (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۹۶)

ابوخصیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سؤید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہمارے

امام ہوتے اور وہ پانچ ترویحات یعنی بیس رکعت پڑھاتے۔

(۵)..... عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّيُ بِنَا فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

نافع بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان شریف میں نماز

تراویح میں رکعت پڑھاتے تھے۔

(۶)..... عَنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ يَوْمُ النَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بَعْشَرِينَ رَكْعَةً

وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

حارث رحمہ اللہ رمضان شریف میں رات کے وقت لوگوں کی امامت کرتے اور
میں تراویح اور تین وتر پڑھاتے۔

(۷)..... عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ
وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

ابوالخثری رحمہ اللہ ماہ رمضان میں پانچ تروٹے (میں تراویح) اور تین وتر پڑھاتے
(۸)..... عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ يُصَلِّي
بِنَافِي رَمَضَانَ أَرْبَعِينَ رَكْعَةً وَيُؤْتِرُ بِسَبْعٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

حسن بن عبید اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن الاسود رحمہ اللہ رمضان شریف
میں ہمیں چالیس رکعتیں پڑھاتے (جن میں چار فرض میں تراویح اور تراویح کے درمیان
چار وقفوں کی سولہ رکعات) اور سات وتر پڑھاتے (یعنی چار رکعت تہجد اور تین وتر اور نوافل
تہجد اور تین توروں کے مجموعہ کو مجازاً وتر کہا گیا ہے ملاحظہ کیجئے سنن نسائی ابواب الوتر)

(۹)..... عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ
خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ سعيد بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ علی بن
ربیعہ رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ تروٹے یعنی میں تراویح اور تین وتر پڑھاتے

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

(۱۰)..... عَنْ وَرْقَاءَ قَالَ كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يُؤْمِنُ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي
بِنَا عَشْرِينَ لَيْلَةً سِتَّ تَرَوِيحَاتٍ فَإِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْآخِرُ اعْتَكَفَ فِي الْمَسْجِدِ
وَصَلَّى بِنَا سَبْعَ تَرَوِيحَاتٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۲، قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

ورقاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان شریف میں ہماری امامت کرتے اور وہ ہمیں چھ تروٹکے نماز پڑھاتے (یعنی بیس تراویح اور چار رکعات تہجد) اور جب آخری عشرہ ہوتا تو وہ مسجد میں اعتکاف کرتے اور ہمیں سات تروٹکے پڑھاتے (یعنی چار رکعات تہجد کا مزید اضافہ کرتے)

(۱۱).....مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ مَعَاذَ ابَا حَلِيمَةَ الْقَارِي كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ اِحْدَى وَاَرْبَعِينَ رَكْعَةً (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قاری معاذ ابو حلیمہ رحمہ اللہ رمضان میں لوگوں کو اکتالیس رکعتیں پڑھاتے (ان میں بیس تراویح، تراویح کے چار وقفوں کی سولہ رکعات، تین وتر اور دو تہجد کے نفل مجموعہ اکتالیس ہے)

(۱۲).....حَبِيبُ بْنُ أَبِي عُمَرَ كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ سِتَّ تَرَوِيحَاتٍ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

حبیب بن ابی عمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان شریف میں نماز چھ تروٹکے پڑھاتے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے (یعنی بیس تراویح اور چار رکعات تہجد)

(۱۳، ۱۲، ۱۵).....يُونُسُ أَدْرَكْتُ مَسْجِدَ الْجَامِعِ قَبْلَ فِتْنَةِ ابْنِ الْأَشْعَثِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ وَعِمْرَانُ الْعَبْدِيُّ كَانُوا يُصَلُّونَ خَمْسَ تَرَاوِيحٍ فَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَدُّوا وَاحِدَةً

(قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

یونس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن الاشعث رحمہ اللہ کے فتنے سے قبل میں نے بصرہ کی جامع مسجد کو اس طرح پایا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رحمہ اللہ اور سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ اور عمران عبدی رحمہ اللہ لوگوں کو پانچ تروٹکے پڑھاتے ہیں یعنی بیس تراویح پھر جب آخری

عشرہ شروع ہو جاتا تو ایک ترویجہ (برائے تہجد) زیادہ کر دیتے۔

(۱۶)..... ذَكَوَانَ الْجُرَشِيِّ شَهِدْتُ زُرَّارَةَ بْنَ أَوْفَى يُصَلِّي بِالْحَيِّ فِي رَمَضَانَ سِتَّ تَرَوِيحَاتٍ فَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فِي الْعَشْرِ صَلَّى سَبْعَ تَرَوِيحَاتٍ كُلَّ لَيْلَةٍ (قيام رمضان للمروزی ص ۱۵۹)

ذکوان جرشی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اہل محلہ کو رمضان میں چھ ترویجے (چار فرض اور بیس تراویح) پڑھاتے ہیں پھر جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ہر رات سات ترویجے پڑھاتے (یعنی چار رکعت تہجد کا اضافہ کرتے)

(۱۷)..... عَنْ شُبْرَمَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُؤْمَهُمْ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ (زجاجة المصائب ج ۱ ص ۳۶۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے شبرمہ رحمہ اللہ رمضان میں لوگوں کی امامت کرتے اور ان کو پانچ ترویجے (یعنی بیس تراویح) پڑھاتے۔

(۱۸)..... عُمَرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ كَانَ أَبُو مَجْلَزٍ يُصَلِّي بِهِمْ أَرْبَعَ تَرَوِيحَاتٍ (قيام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

عمران بن حدیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو مجلز تابعی رحمہ اللہ (تراویح کے وقفوں میں) چار ترویجے (یعنی سولہ رکعات) پڑھاتے۔

معلوم ہوا کہ یہ تراویح بیس رکعت ہوتی تھی تبھی ان کے درمیان والے چار وقفے بنیں گے۔

ہمارے دو سوال جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح باجماعت شروع کی تو اس کے بعد (۱) تابعین اور تبع تابعین کے دور تک تراویح کا کوئی ایک امام بتائیں جس نے عالم اسلام کی کسی مسجد میں کسی ایک رات صرف آٹھ تراویح پڑھائی ہو (۲) کوئی ایک صحابی یا تابعی یا تبع تابعی بتائیں جس نے بیس تراویح کے سنت ہونے کا انکار کیا ہو یا مسنون نہیں

تراویح کو بدعت کہا ہو یا صرف آٹھ تراویح پڑھانے کا مطالبہ کیا ہو یا بیس تراویح پڑھانے پر معترض ہوا ہو اور اس پر جھگڑا کیا ہو۔

سوال نمبر 7: تراویح کی تعداد کے بارے میں ائمہ اربعہ کا مذہب کیا ہے؟

جواب: ائمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح کی رکعات بیس ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول میں بیس ہیں دوسرے قول میں چھتیس رکعات ہیں لیکن اس دوسرے قول میں بھی اصل تراویح بیس رکعات ہے اس کی وجہ بعد میں بیان ہوگی پس ائمہ اربعہ کا بیس تراویح پر اتفاق ہے اور جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہو وہ مسئلہ اجماعی شمار ہوتا ہے اور جو مذہب ائمہ اربعہ کے اجماع کے خلاف ہو وہ باطل شمار ہوتا ہے تعداد تراویح میں ائمہ اربعہ کا مذہب ملاحظہ کیجئے امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا عَشْرُونَ رَكْعَةً وَبِهَذَا قَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ مَالِكٌ سِتَّةً وَثَلَاثُونَ (المغنی لابن قدامہ ج ۱ ص ۸۰۲ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ) ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا تراویح چھتیس رکعات ہے۔ چونکہ امام مالک رحمہ اللہ نے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے زمانہ میں جو اہل مدینہ کا عمل تھا اس کو لیا ہے اس پر امام ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں لَوْ بُسِتَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ فَعَلُوهُ لَكَانَ مَا فَعَلُوهُ عُمَرُ وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِي عَصْرِهِ أَوْلَى بِالِاتِّبَاعِ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّمَا فَعَلَ هَذَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لِأَنَّهُمْ أَرَادُوا مَسَاوَاةَ أَهْلِ مَكَّةَ فَإِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَطُوفُونَ سَبْعًا يَبْنَئُونَ كُلَّ تَرْوِيحَتَيْنِ فَيَجْعَلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَكَانَ كُلِّ سَبْعٍ أَرْبَعَ

رُكْعَاتٍ وَمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْلَىٰ وَآخِذٌ أَنْ يُبْعَ (المعنى لابن قدامہ ج ۱ ص ۸۰۳) اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ سارے اہل مدینہ چھتیس رکعت پڑھتے تو اس کے مقابلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل جس پر عہد عمر رضی اللہ عنہ میں صحابہ کرام کا اجماع ہوا اتباع کے زیادہ لائق ہے (جو بیس تراویح باجماعت ہے) بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اہل مدینہ کے اس عمل کی حقیقت یہ ہے کہ اہل مکہ دو ترویحوں کے درمیان وقفہ میں (پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے تروتکے کے بعد) بیت اللہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کرتے چونکہ اہل مدینہ طواف نہیں کر سکتے تھے تو انہوں نے ہر طواف کے عوض چار نوافل شروع کر دیے (جس کی سولہ رکعات بنتی ہیں بیس تراویح اور تراویح کے درمیان وقفہ والے سولہ نوافل ملا کر چھتیس رکعات بنتی ہیں پس ان چھتیس رکعات میں بھی اصل تراویح بیس رکعات ہے) لیکن اس کے مقابلہ میں جو صحابہ کا عمل ہے وہ اتباع کے زیادہ لائق ہے۔

(۲)..... علامہ ابن رشد مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

وَاحْتَلَفُوا فِي الْمُخْتَارِ مِنْ عَدَدِ الرُّكْعَاتِ الَّتِي يَقُومُ بِهَا النَّاسُ فِي رَمَضَانَ فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوُدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِينَ رُكْعَةً سِوَا الْوُتْرِ وَذَكَرَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحْسِنُ سِتًّا وَثَلَاثِينَ رُكْعَةً وَالْوُتْرُ ثَلَاثٌ (بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۷۸)

تراویح کی رکعات جن کے ساتھ لوگ رمضان میں قیام کرتے ہیں ان کی افضل و مختار تعداد میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، داود ظاہری رحمہ اللہ کا مذہب اور امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول میں پسندیدہ مذہب وتر کے علاوہ بیس رکعات ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ سے ابن قاسم رحمہ اللہ نے دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ ۳۶ رکعات اور تین وتر پسند کرتے تھے۔

(۳)..... ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَمِنَ السَّنَنِ صَلَاةُ التَّرَاوِيحِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ
وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَهِيَ عَشْرُونَ رَكْعَةً..... وَحَكَى عَنْهُ أَنَّ التَّرَاوِيحَ سِتُّ
وَقُلَاثُونَ رَكْعَةً (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمة ص ۳۶)

مسنون نمازوں میں سے ماہ رمضان میں نماز تراویح ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ،
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیس رکعات ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
۳۶ رکعات منقول ہے۔

(۴)..... شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ مَالِكٌ وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ عَشْرِينَ رَكْعَةً غَيْرَ الْوُتْرِ
وَمِثْلَ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَالْحَنَفِيُّ (اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۳)
۳۶ رکعت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام
احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حنفیہ نے بیس تراویح والے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۵)..... مولانا ظفر احمد عثمانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

فَالْمَسْنُونُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ عَشْرُونَ رَكْعَةً
وَحَكَى عَنْ مَالِكٍ أَنَّ التَّرَاوِيحَ سِتُّ وَقُلَاثُونَ رَكْعَةً (اعلاء السنن ج ۷ ص ۲۹)
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسنون تراویح
بیس رکعت ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ۳۶ رکعت تراویح کا قول بھی منقول ہے۔

(۶)..... علامہ ابن عابدین شامی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَهِيَ عَشْرُونَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا
وَعَرَبًا وَعَنْ مَالِكٍ سِتُّ وَقُلَاثُونَ (رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۱)

تراویح میں رکعت ہے جمہور (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ) کا قول یہی ہے اور مشرق و مغرب (یعنی پوری دنیا) میں اسی پر عمل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے ۳۶ رکعات منقول ہیں۔

(۷)..... علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

وَسَنُّ عَشْرُونَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ لِمَا فِي الْمَوْطَأِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا (المحرر الرائق ج ۲ ص ۷۲)

تراویح میں رکعت مسنون ہے جمہور کا قول یہی ہے کیونکہ موطا امام مالک میں ہے یزید بن رومان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ و تابعین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۲۳ رکعات پڑھتے تھے اور مشرق و مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری دنیا میں اس وقت میں تراویح کا منکر کوئی بھی نہ تھا۔

ہمارا سوال..... ائمہ اربعہ یا ان کے مقلدین محدثین و فقہاء اور مفسرین میں سے کسی ایک معتبر عالم کا صرف ایک حوالہ نقل کریں جس نے غیر مقلدین کی طرح میں تراویح کے سنت اور مستحب ہونے کا انکار کیا ہو۔

سوال نمبر 8:..... عہد عمر رضی اللہ عنہ میں میں تراویح باجماعت شروع ہونے کے بعد کبھی مسجد حرام اور مسجد نبوی میں میں تراویح سے کم تراویح پڑھی گئی ہے؟

جواب:..... مختصر جواب یہ ہے کہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں میں تراویح باجماعت شروع ہونے کے بعد سے لے کر اب تک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں کبھی بھی ماہ رمضان میں میں تراویح سے کم تراویح نہیں پڑھی گئی لیکن جب بعض متعصب غیر مقلدین نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں

سلفیت کا لبادہ اوڑھ کر بیس تراویح کے بارے میں وساوس اور شبہات ڈالنے شروع کیے نیز بعض گھروں میں اور دور دراز کی بعض مساجد میں آٹھ تراویح شروع کر کے حرمین شریفین کے پرامن ماحول کو اور مسجد حرام و مسجد نبوی کے تقدس اور پاکیزہ ماحول کو پامال کرنے اور افتراق پیدا کرنے کی مذموم کوشش شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے دو صاحب علم و تقویٰ شخصیتوں کو توفیق دی کہ انھوں نے اس فتنہ کو محسوس کر کے مسجد حرام اور مسجد نبوی میں رکعات تراویح پر گرافندر تحقیق کر کے دواہم رسالے مرتب کیے جن میں انھوں نے ثابت کیا کہ عہد عمر میں بیس تراویح باجماعت شروع ہونے سے لے کر اب تک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں کبھی بھی بیس تراویح سے کم تراویح نہیں پڑھی گئی ذیل میں ہر دو رسالوں کے بعض اہم اقتباسات کا خلاصہ درج کرنا مناسب اور مفید ہوگا۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بیس تراویح

ان میں سے ایک رسالہ کا نام ہے ”الہدی النبوی الصحیح فی صلاة التراويح“ نماز تراویح کے بارے میں صحیح نبوی طریقہ۔ اس کے مؤلف ہیں مفسر قرآن فضیلۃ الشیخ محمد علی الصابونی استاذ کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیہ جامعہ امام القری مکہ المکرمہ

(۱)..... موصوف نے رسالہ کے ص ۵۲ پر عنوان قائم کیا ہے ”نماز تراویح کی تعداد رکعات“ اس میں لکھتے ہیں وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً مِنْ غَيْرِ صَلَاةِ الْوُتْرِ وَمَعَ الْوُتْرِ تُصْبِحُ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رَكْعَةً..... عَلَى ذَلِكَ مَضَتْ السُّنَّةُ وَاتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ سَلْفًا وَخَلْفًا مِنْ عَهْدِ الْخَلِيفَةِ الرَّاشِدِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى زَمَانِنَا هَذَا لَمْ يُخَالَفْ فِي ذَلِكَ فَقِيهٌ مِنَ الْأَنْمَةِ الْأَرْبَعَةِ الْمُجْتَهِدِينَ إِلَّا مَارُوحَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ الْقَوْلُ بِالزِّيَادَةِ فِيهَا إِلَى سِتٍّ وَثَلَاثِينَ رَكْعَةً فِي الرَّوَايَةِ الثَّانِيَةِ عَنْهُ أَمَّا الرَّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ عَنْهُ وَهِيَ الَّتِي وَافَقَ فِيهَا الْجُمْهُورُ الشَّافِعِيَّةَ وَالْحَنَابِلَةَ وَالْأَحْمَدِيَّةَ

فَهِىَ اَنْهَا عَشْرُونَ رُكْعَةً وَعَلَىٰ ذٰلِكَ اتَّفَقَتِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ وَكَمَّ الْاِجْمَاعُ
وَكَفَىٰ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ شَرَّ الْقِتَالِ -

تراویح نماز وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں اور وتر سمیت ۲۳ رکعت ہیں یہی سنت جاریہ ہے اور خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک اگلی پچھلی امت اسی پر متفق رہی ہے ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے کسی فقیہ نے بھی اس میں مخالفت نہیں کی البتہ امام مالک رحمہ اللہ سے ۳۶ رکعت کی روایت منقول ہے لیکن ان کی مشہور روایت جمہور یعنی شافعیہ، حنبلیہ اور حنفیہ کے موافق ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے اس پر یہ چاروں مذہب متفق ہیں اور اس کے ساتھ اجماع مکمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو قتال کے شر سے بچالیا۔

(۲)..... از ص ۴۷ تا ۸۸ کا خلاصہ۔ مؤلف علامہ صابونی لکھتے ہیں !

فَكَمْ تُوذَىٰ فِيْهِمَا صَلَاةُ التَّرَاوِيْحِ مِنْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ اِلَى زَمَانِنَا
هٰذَا؟ اَلَيْسَتْ تُوذَىٰ فِيْهِمَا الصَّلَاةُ عِشْرِيْنَ رُكْعَةً وَهَمَّا قُبْلَةً مَّسَاجِدِ
الْمُسْلِمِيْنَ فَهَلْ يُعْقَلُ اَنْ يَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى شَيْءٍ مُّنْكَرٍ مُّبْتَدِعٍ مِنْ اُمُوْر
الدِّيْنِ وَيَسْكُتُ عَنْهُ النَّاسُ وَفِيْهِمُ الْعُلَمَاءُ وَالْفُقَهَاءُ وَالْمُحَدِّثُوْنَ وَكُمُرُ
اَحْقَابٍ وَّاجْيَالٍ وَلَا يُنْكِرُ اَحَدٌ هٰذَا الْمُنْكَرَ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ بِدْعَةً وَمُنْكَرًا
كَمَا زَعَمَ الْجَاهِلُوْنَ الْخ

عہد صحابہ سے ہمارے اس زمانہ تک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں تراویح کی کتنی رکعات ادا کی جاتی ہیں؟ تو کیا ان دونوں مسجدوں میں جو تمام مساجد کا قبلہ ہیں بیس رکعات ادا نہیں کی جاتیں؟ کیا اس کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان امور دین کو چھوڑ کر کسی بری چیز اور بدعت پر جمع ہو جائیں اور تمام لوگ جن میں علماء، فقہاء، محدثین ہوں وہ سب کے سب خاموش رہیں ساہا سال بلکہ کئی صدیاں گزر جائیں اور اس امر فتنے پر کوئی بھی انکار نہ

کرے اگر بیس تراویح امر بدعت اور گناہ ہوتا جیسا کہ ان جاہل لوگوں کا خیال ہے تو وہ ضرور اس پر انکار کرتے..... اللہ کی قسم میں مکہ مکرمہ میں بیس سال سے ہوں اور ہر رمضان میں ہم مسجد حرام میں بیس تراویح امام کے پیچھے پڑھتے ہیں پھر ہم امام کے پیچھے تین وتر پڑھتے ہیں اور نجد، حجاز اور عالم اسلام کے ہر طرف کے بڑے بڑے علماء مسجد حرام میں اسی طرح بیس تراویح پڑھتے ہیں اور آج تک کسی نے اس کا انکار کیا نہ اس پر اعتراض کیا۔ کیا ان کا خاموشی کے ساتھ سا لہا سال بیس تراویح پڑھنا اس بات کا اقرار نہیں کہ بیس تراویح امر شرعی ہے اور افضل ہے کیونکہ اس میں عمر فاروق کی سنت کی اتباع ہے..... تعجب ہے ان لوگوں پر جو سلف صالحین کو جاہل سمجھتے ہیں اور عہد عمر سے ہمارے اس زمانے تک کی پوری امت کو اور تمام قدیم و جدید علماء کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور جو بھی بیس تراویح پڑھتا ہے اس پر گمراہ ہونے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں..... بے شک جو صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کو گمراہ قرار دیتا ہے اور امت کے سلف و خلف کی طرف بدعت کی نسبت کرتا ہے محض اس وجہ سے کہ وہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے ہیں تو ایسا شخص بے وقوف اور جاہل ہے اور وہ اس لائق ہے کہ اس کو متبع سنت کی بجائے مبتدع قرار دیا جائے اور صحابہ تابعین کی طرف بدعت کی نسبت کرنے کی جرات کوئی احمق ہی کر سکتا ہے..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا ہے اس میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی اتباع حقیقت میں سنت رسول کی اتباع ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

(۳)..... علامہ صابونی اخیر میں ص ۱۴۳ پر خاتمة الحجۃ کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں

فَإِنَّ مَا يَفْعَلُهُ الْمُسْلِمُونَ الْيَوْمَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا مِنْ صَلَاةِ التَّارَويحِ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي دَلَّتْ عَلَيْهِ النُّصُوصُ الْكَرِيمَةُ وَهُوَ الَّذِي دَرَجَ عَلَيْهِ السَّلَفُ الصَّالِحُ وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ الْأَعْلَامُ

وَالَّذِي اتَّفَقْتُ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ الْإِسْلَامِيَّةُ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ الْفَارُوقِ إِلَيَّ زَمَانًا هَذَا

آج زمین کے مشرق و مغرب میں جو نماز تراویح بیس رکعات پڑھی جا رہی ہے یہی حق ہے عمدہ نصوص اسی پر دلالت کرتی ہیں سلف صالحین اسی پر چلتے رہے ہیں اس پر کبار علماء کا اجماع رہا ہے اسی پر پوری امت مسلمہ متفق ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک۔

دوسرا رسالہ کا نام ہے التر اویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی ﷺ (مسجد نبوی میں ہزار سال سے زیادہ تراویح) اس کے مؤلف الشیخ عطیہ محمد سالم ہیں..... اس رسالہ میں مؤلف موصوف نے مسجد نبوی میں چودہ صدیوں کی تراویح کی تعداد لکھی ہے۔ اس کے چند اقتباس ملاحظہ کیجئے

(۱)..... مؤلف اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں!

بعض لوگ مسجد نبوی میں امام کے ساتھ تراویح چھوڑ کر بعض دور دراز کی مساجد میں آٹھ تراویح پڑھتے ہیں ان کے سمجھانے کیلئے تو اتنی بات کافی ہے کہ تم نے نہ گھر میں تراویح پڑھنے کی فضیلت حاصل کی نہ مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت پائی اور بعض مسجد نبوی میں امام کے پیچھے آٹھ رکعتیں پڑھ کر نماز چھوڑ دیتے ہیں اور تلاوت وغیرہ کا کوئی دوسرا عمل شروع کر دیتے ہیں یہ رسالہ میں نے ان لوگوں کی اصلاح کیلئے لکھا ہے۔

(۲)..... از ص ۳۱ تا ۳۵..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گیارہ یا تیرہ رکعت سے تراویح باجماعت کی ابتداء کی پھر اخیر میں ۲۳ رکعات باجماعت ادا کر دیں پھر عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تراویح میں امامت کراتے تو ظاہر ہے کہ جس چیز کا انھوں نے اپنے عہد میں حکم کیا وہ عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں وہی تراویح پڑھاتے ہوں گے اور وہ بیس تراویح ہے۔

(۳)..... از ص ۳۳..... جب نصوص سے عہد عمر میں ۲۳ رکعات کی حد ثابت ہے اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی ۲۳ رکعات پڑھتے تھے تو ظاہر یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک یہی تعداد ثابت اور پختہ رہی وَاِنَّ الزَّيَادَةَ اِنَّمَا جَاءَتْ بَعْدُ مِثْلِ تَرَاوُجٍ سَے زیادہ تعداد اس کے بعد ہوئی ہے جو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ان کے زمانہ کے بعد تک وہ زیادہ تعداد جاری رہی اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات سنہ ۱۱۱ھ میں ہے امام مالک رحمہ اللہ کی ولادت سنہ ۹۳ھ میں ہے پس انھوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عمر کے ۱۸ سال پائے ہیں اس لئے امام کے شعور نے آکھ کھولی تو اس وقت مسجد نبوی میں ۳۶ رکعتیں پڑھی جاتی تھیں وہب بن کیسان رحمہ اللہ بھی مدینہ میں ۳۶ رکعات اور تین وتر جاتے ہیں اور وہب رحمہ اللہ کی وفات سنہ ۱۷۷ھ میں ہے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ ۳۹ رکعات پڑھتے ہیں (کتاب الام ج ۱ ص ۱۴۲) (یعنی ۲۰ رکعت تراویح اور تراویح کے وقفہ کی ۱۶ رکعات اور تین وتر)

دوسری صدی کے اخیر تک یہ عمل جاری تھا کہ مکہ میں بیس رکعات اور مدینہ میں ۳۶ رکعات پڑھتے تھے۔

تیسری صدی میں پہلے ۳۶ رکعات (یعنی ۲۰ تراویح اور تراویح کے وقفہ کی ۱۶ رکعات) اور تین وتر ملا کر ۳۹ رکعات پڑھتے پھر دو رکعت (تہجد) کا اضافہ کیا تو ۴۱ رکعات پڑھتے تھے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں صدی ان چار صدیوں میں مسجد نبوی میں صرف بیس رکعات تراویح ہوتی تھی کیونکہ اس عرصہ میں شافعیہ کے اثرات غالب آ گئے تھے۔

آٹھویں صدی میں پھر مسجد نبوی میں ۳۶ رکعات کا طریقہ جاری ہوا لیکن کچھ تبدیلی کے ساتھ وہ یہ کہ نماز عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھتے اور رات کے اخیر میں ۱۶ رکعت الگ پڑھتے۔

نویں صدی قَدْ اسْتَمَرَّتْ عَلٰی سِتٍّ وَثَلَاثِينَ رَكْعَةً عَشْرِينَ فِيْ اَوَّلِ

اللَّيْلِ وَبِسْتِ عَشْرَةٍ فِي آخِرِهِ وَقَدْ اسْتَمَرَ هَذَا الْعَمَلُ إِلَى نَهَايَةِ الْمِائَةِ الثَّاسِعَةِ وَأَوَّلِ الْمِائَةِ الْعَاشِرَةِ آٹھویں صدی میں ۳۶ تراویح کا جو طریقہ جاری ہوا یعنی بیس رکعت رات کے اول حصہ میں اور ۱۶ رکعات رات کے آخری حصہ میں تو نوویں صدی اور دسویں صدی کے اوائل تک یہی طریقہ جاری رہا۔

دسویں صدی دسویں صدی شروع ہوئی تو مسجد نبوی میں ۳۶ رکعت تراویح کا طریقہ جاری تھا

گیارہویں صدی غالب گمان یہ ہے کہ اس صدی میں سابقہ طریقہ میں کوئی تغیر نہ آیا تھا کیونکہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہویں صدی میں اپنے سفر مدینہ کا حال لکھا تو اس میں وہ لکھتے ہیں کہ مدینہ میں (ترسمیت) ۳۹ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

بارہویں صدی بارہویں صدی شروع ہوئی تو تراویح کی پہلی حالت جوں کی توں باقی تھی یعنی بیس رکعتیں رات کے اول حصہ میں اور سولہ رکعات رات کے اخیر میں پڑھتے تھے اور اس کا نام ستہ عشریہ رکھ دیا گیا۔

تیرہویں صدی تیرہویں صدی شروع ہوئی تو تراویح کی وہی پہلی حالت قائم تھی تیرہویں صدی میں اس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔

چودھویں صدی کے شروع میں بھی تراویح کی مذکورہ بالا تعداد اور کیفیت ادا میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی صرف یہ کہ ائمہ متعدد مقرر کر لیے گئے۔

عقد سعودی سعودی دور شروع ہوتا ہے ۱۲۴۲ھ سے اس وقت مسجد نبوی میں متعدد جماعتیں ہوتی تھیں بعض نماز عشاء کے بعد صرف بیس تراویح پڑھتے اور بعض ۱۶ رکعت بھی پڑھتے۔ سعودی حکومت نے ایک جماعت کا طریقہ مقرر کیا اور تراویح حسب سابق نماز عشاء کے بعد بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے اور اخیر رات میں سولہ رکعات اور تین وتر دوبارہ پڑھتے اگرچہ وتر دوم دفعہ پڑھنا درست نہیں۔

بعد میں نماز عشاء کے بعد بیس تراویح اور آخری عشرہ میں رات کے اخیر میں دس رکعت تہجد پڑھتے ایک ختم تراویح میں ہوتا دوسرا تہجد میں اور یہی عمل اب تک جاری ہے۔

پھر مؤلف سعودی دور کے مختلف ائمہ کے احوال لکھنے کے بعد اپنے دور کے دو ائمہ تراویح کے بارے میں لکھتے ہیں نماز تراویح فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز شروع کرتے ہیں وہ دس رکعتیں پانچ سلاموں کے ساتھ پڑھاتے ہیں (یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ہیں جن میں آدھ پارہ آدھ گھنٹے میں پڑھتے ہیں) پھر فضیلۃ الشیخ عبدالجید دس رکعات (آدھ پارہ کے ساتھ آدھ گھنٹہ میں) پڑھاتے ہیں پھر تین وتر پڑھاتے ہیں فیکون العشرہون رکعة ساعة كاملة بجزء کامل پس ایک گھنٹہ میں ایک پارہ کے ساتھ بیس رکعت تراویح مکمل ہو جاتی ہے (ص ۱۱۱)

جناب عطیہ محمد سالم نے جو مسجد نبوی میں چودہ صدیوں کی تراویح لکھی ہے اس میں بیس یا بیس سے زیادہ پڑھی گئی ہے اس سے کم نہیں اس لئے مؤلف نے آگے جا کر ص ۱۵۱ پر دو سوال کئے ہیں۔

سوال نمبر ۱..... مسجد نبوی میں بیس تراویح باجماعت شروع ہونے کے بعد کیا مسجد نبوی میں تراویح کی ایک ہزار سال سے زیادہ کی طویل تاریخ میں آج تک آٹھ رکعت پر یا بیس رکعت سے کم پر کبھی اکتفاء کیا گیا ہے؟ یا ۱۴ صدیوں میں بیس اور چالیس کے مابین رکعتیں پڑھی جاتی رہی ہیں؟

سوال نمبر ۲..... کیا کسی مہاجر یا کسی انصاری صحابی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گیارہ رکعات والی حدیث کو دلیل بنا کر کہا ہے کہ آٹھ تراویح سے زیادہ رکعات پڑھنا ناجائز اور بدعت ہے۔

سوال نمبر 9:..... نماز تراویح کے بعد اخیر رات میں تہجد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:..... پڑھ سکتے ہیں بلکہ پڑھنی چاہیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے بعد تہجد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ”جو نماز تم پڑھتے ہو (یعنی تراویح اس سے وہ نماز افضل ہے جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی نماز تہجد) (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان میں تہجد پڑھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے“ ظاہر ہے کہ بارہ ماہ نماز تہجد پڑھی جاتی ہے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تراویح و تہجد دونوں پڑھتے تھے جس کے دو طریقے معلوم ہوتے ہیں اگر تراویح پہلے ختم کر لیتے تو تہجد بعد میں مستقلاً پڑھتے جیسا کہ جماعت والی تین راتوں میں سے پہلی دو راتوں میں اور اگر رات کے اخیر تک تراویح پڑھتے تو نصف رات کے بعد والی رکعات میں تہجد کی نیت کر لیتے نیت کے اعتبار سے دونوں نمازوں کا ثواب مل جاتا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا تراویح کے باب میں ذکر کر کے یہی اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ اخیر رات میں تہجد بھی پڑھنی چاہیئے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ میاں نذیر حسین بھی تراویح کے بعد تہجد میں الگ قرآن کریم ختم کرتے اسی طرح آج کل حریم شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں تراویح کے بعد تہجد میں الگ قرآن کریم ختم کرتے ہیں اور غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری سے یہی سوال کیا گیا موصوف نے جواب دیا تراویح کے بعد تہجد پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۸۲)

مزید تحقیق کیلئے ہمارا رسالہ ”نماز تراویح و تہجد میں فرق“ کا مطالعہ کیجئے

سوال نمبر 10:..... جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح باجماعت کو بدعت کہا ہے تو یہ سنت کیسے ہے؟

جواب:..... بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی معنی ہے یعنی نئی چیز دوسرا شرعی معنی یعنی اپنی طرف سے کوئی چیز بنا کر اس کو دین کا جزء بنا دینا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مراد لغوی معنی ہے یعنی پورا ماہ تراویح ایک امام کے پیچھے پڑھنا نیا طریقہ ہے لیکن اچھا ہے جیسا کہ مساجد کو پختہ بنانا، مساجد کے مینار و محراب، اسپیکر میں اذان، اور جدید آلات جہاد اور تمام جدید مفید ایجادات وغیرہ جدید طریقے ہیں لیکن اچھے ہیں اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی لغوی معنی کے اعتبار سے نعم البدعہ کہا ورنہ شرعی معنی کے اعتبار سے کوئی بدعت بھی اچھی نہیں ہوتی یہ اصول بھی مد نظر رہے کہ خلفاء راشدین کے جاری کردہ طریقہ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کہا ہے اور اس کو امت پر لازم کیا ہے اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين فرما کر اس کے سنت ہونے پر مہربانیت ثبت فرمادی ہے اس لیے خلفاء راشدین کی سنت بھی سنت رسول قرار پاتی ہے اور اس کا منکر علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين کے حکم رسول اور سنت رسول کا منکر ہے پھر بیس تراویح باجماعت کے سنت ہونے پر خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور پوری امت کا اجماع ہے اس لیے بیس تراویح کے سنت ہونے کا انکار کرنا اور صرف آٹھ تراویح کو سنت قرار دینا بدعتی عقیدہ ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ اہل سنت نہیں بلکہ اہل بدعت ہیں۔

غیر مقلدین سے بیس سوالات

ایک تا دس سوالات ص 12 ص 20 ص 21 ص 26 ص 30 ص 37 پر ملاحظہ کریں

سوال نمبر 11:..... کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا مہینہ مسجد میں تراویح پڑھی ہے؟

سوال نمبر 12:..... کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا مہینہ تراویح باجماعت پڑھی ہے؟

سوال نمبر 13:..... کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں کبھی پورا مہینہ اس طرح تراویح پڑھی ہے کہ

رات کے اول حصہ میں تراویح ختم کر دیتے ہوں؟

سوال نمبر 14..... کیا نبی پاک ﷺ نے تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کیا ہے؟

سوال نمبر 15..... نبی پاک ﷺ تراویح میں جو قرآن پڑھتے تھے اس کے پاروں اور سورتوں کی ترتیب کیا تھی؟

سوال نمبر 16..... نبی پاک ﷺ تراویح میں سات قراءتوں میں سے کون سی قراءت پڑھتے تھے عاصم کوئی کی قراءت یا کسی اور قاری کی قراءت؟

سوال نمبر 17..... نبی پاک ﷺ نے فرمایا فرض نماز کے علاوہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھے غیر مقلدین مردوزن اس کے خلاف مسجد میں تراویح کیوں پڑھتے ہیں؟

سوال نمبر 18..... ایک آدمی مسجد میں آیا چار تراویح ہو چکی ہیں وہ پہلے فرض پڑھے یا تراویح میں شامل ہو جائے؟

سوال نمبر 19..... اگر تراویح کے درمیان میں آنے والا شخص تراویح میں شامل ہو جائے اور فرض بعد میں پڑھے تو وہ تراویح دو بارہ پڑھے یا اس کی نماز تراویح ہو گئی ہے؟

سوال نمبر 20..... ایک آدمی امام کی آخری چار تراویح میں شامل ہوا اس کے بعد امام نے وتر شروع کیے تو یہ آدمی پہلے وتر پڑھے یا پہلے تراویح پوری کرے؟

صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔